اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اللہ اکبر

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۴۷	مورخہ ۱۸ اکتوبر سنہ ۱۹۳۱ء	یوم یکشنبہ	مطابق ۵ جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۰ھ	جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو بغل میں اگزیما (Eczema) کی وجہ سے تکلیف ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ سیدہ ام طاہر، حرم ثانی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ابھی صحت یاب نہیں ہوئیں۔ ان کے لئے بھی دعا فرمائی جائے ؛

۱۴ اکتوبر خوب زور کی بارش ہوئی ؛

۱۵ اکتوبر منشی نور احمد خان صاحب کلرک نظارت دعوت وتبلیغ نے تقریب عقیقہ پر بہت سے اصحاب کو دعوت طعام دی ؛

مسئلہ کشمیر کو فرقہ وارانہ خیالات کی وجہ سے ضعف پہونچانا

اسلام کے ساتھ غداری ہے

بعض مضبوط قرائن سے یہ اندیشہ پیدا ہو رہا ہے۔ کہ حکام ریاست کشمیر مسلمانوں کی قوت کو توڑنے کے لئے یہ حربہ استعمال کرنے کے درپے ہیں۔ کہ ان کے اندر فرقہ وارانہ سوال پیدا کریں۔ اور ایک ایسے مسئلہ کو جو بحیثیت قوم امت مسلمہ کے مفاد سے تعلق رکھتا ہے فرقہ وارانہ رنگ دے کر کمزور کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور مسلمانوں کے باہمی فرقہ وارانہ جذبات کو بھڑکا کر ان کے اتحاد عمل کو نقصان پہونچایا جائے۔ اس لئے ہم جملہ ان صاحبان کو جو اس وقت کشمیر میں اس مسئلہ کے بست وکشاد کے سلسلہ میں مصروف عمل ہیں۔ متنبہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر اس قسم کی کوئی صورت حالات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ تو اسلامی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے پوری شدت کے ساتھ اس کا مقابلہ کریں گے۔ ہمیں یہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کہ اب تک مختلف قومی تحریکات میں جب کبھی مسلمانوں نے متفقہ اور متحدہ طور پر ہم آہنگ ہو کر پوری قومی طاقت کے ساتھ کسی مہم کو ہاتھ ڈالا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ فتح ونصرت نے ان کا خیر مقدم کیا ہے مسئلہ کشمیر میں اتحاد ہی کامیابی کی کنجی ہے ؛

مسئلہ کشمیر ایک نہایت باشان اسلامی مسئلہ ہے۔ کسی قسم کے

مولوی ظفر علی اور مسلمانانِ کشمیر

معزز معاصر سیاست نے اپنے ۱۵ راکتوبر کے پرچہ میں یہ سطور شائع کی ہیں:-

"سری نگر ۱۳ راکتوبر (سیاست کا خاص تار) آج مولوی ظفر علی خان آف زمیندار جامع مسجد میں گئے۔ لیکن مسلمانوں نے یہ کہکر انہیں وہاں سے نکل جانے کو کہا۔ کہ ہمیں آپ کی راہ نمائی کی ضرورت نہیں۔ آپ ہمارے نمائندے نہیں ہیں۔ اور نہ ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔ اس پر آپ اپنا سا مونہہ لے کر مسجد سے باہر نکل آئے۔ لوگوں نے انہیں ایک لفظ تک بھی بولنے نہ دیا"

فرقہ وارانہ خیالات کی وجہ سے اس کو کسی قسم کا نقصان پہونچانا اسلام کے ساتھ غداری کے مترادف ہے۔ اور ہمیں امید واثق ہے۔ کہ ریاست ہمارے اندر اس قسم کی کمزوری پیدا کرنے میں ناکام ہوگی۔ اور اس کی طرف سے اس آخری حربہ کے بالمقابل بھی مسلمان اپنی اسلامی صلاحیت کا ثبوت دیں گے ؛

۱- (خان بہادر) رحیم بخش- ۲- (میاں) نظام الدین- ۳- (میاں) عبدالعزیز (پریذیڈنٹ لاہور میونسپل کمیٹی) ۴- (خانصاحب میاں) امیرالدین میونسپل کمشنر- ۵- (مولانا مولوی) محمد علی پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ۶- سر ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین- بیرسٹرایٹ لا- ۷- سید محسن شاہ ایڈووکیٹ- ۸- (ڈاکٹر) مرزا یعقوب بیگ- میونسپل کمشنر- ۹- (مولانا) صدرالدین بی اے- بی ٹی آنریری سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور- ۱۰- مولانا غلام مرشد ۱۱- (مولوی) غلام محی الدین ایڈووکیٹ سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور- ۱۲- شیخ عظیم اللہ- ایڈووکیٹ سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور- ۱۳- (پروفیسر) سید عبدالقادر ۱۴- (پروفیسر) خواجہ دل محمد ۱۵- (مولانا) عبدالمجید سالک بی اے مدیر "انقلاب" لاہور ۱۶- عبدالمجید ملک ایڈیٹر "ایسٹرن ٹائمز"- ۱۷- (مولوی) محمد یعقوب خان ایڈیٹر "دی لائٹ"- ۱۸- (ایم) نورالحق آف "مسلم آوٹ لک" ۱۹- (خانصاحب) آغا سید مراتب علی شاہ- (۲۰) (چودھری) عبدالکریم (میونسپل کمشنر) ۲۱- (مرزا بیس) حسن الدین (میونسپل کمشنر) ۲۲- سید سردار شاہ (خان بہادر) میونسپل کمشنر-

معاملاتِ کشمیر کے متعلق ضروری اعلان

الفضل ایک ہفتہ تک خموش رہے گا

اگرچہ اس وقت تک معاملات کشمیر کے متعلق "الفضل" میں جو کچھ شائع کیا گیا ہے۔ وہ مصدقہ اطلاعات کی بناء پر پوری احتیاط کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ مارشل لاء کے منسوخ ہونے کے بعد ریاست مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات پر غور کرنے کی طرف متوجہ ہو رہی ہے۔ اور مسلمان نمائندگان اپنے مطالبات پیش کر رہے ہیں۔ جس کے لئے پُرسکون فضا کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہم معززین کشمیر کی استدعا پر اعلان کرتے ہیں۔ کہ اس پرچہ کی اشاعت سے لے کر ایک ہفتہ تک ہم کشمیر کے متعلق کوئی ایسا مضمون یا خبر شائع نہ کریں گے جو مسلمانوں میں بے چینی اور اضطراب پیدا کر کے صدائے احتجاج بلند کرنے کا موجب ہو۔ اور انتظار کریں گے کہ ریاست مسلمانوں کی مظلومیت اور ان کے حقوق کے متعلق کیا رویہ اختیار کرتی ہے ؛

اس دوران میں اگر خدانخواستہ مسلمانوں کو کوئی ناگوار واقعہ بھی پیش آگیا۔ تو اس کی اشاعت یا تو ہم ایک ہفتہ تک ملتوی کر دیں گے۔ یا اضطراب پیدا کرنے والا حصہ چھوڑ کر صرف خبر کے طور پر اسے درج کر دیں گے ؛

چونکہ اس ساری جد وجہد کی غرض مسلمانانِ کشمیر کی مظلومیت کے خلاف آواز اٹھانا۔ اور انہیں جائز حقوق دلانا ہے۔ اس لئے جبکہ یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اس مقصد کو چند دن خموش رہنے سے فائدہ پہونچ سکتا ہے۔ تو ہم ایک ہفتہ کے لئے بخوشی اپنی سرگرمیوں کو ملتوی کرتے ہیں۔ اس کے بعد جو صورت حالات ہوگی۔ اس کے مطابق طریق عمل اختیار کیا جائے گا۔ وُہ اصحاب جن کے معاملات کشمیر کے متعلق بہت سے مراسلات ہمارے پاس اشاعت کے لئے پہنچے ہوئے ہیں۔ یا جو آئندہ ارسال فرمائیں گے۔ اگر وُہ مذکورہ بالا شق کے ماتحت آتے ہونگے۔ تو ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس اعلان کے مطابق ایک ہفتہ تک ان کی اشاعت سے ہمیں معذور سمجھیں۔ البتہ حالاتِ کشمیر کے متعلق یا مسلمانوں کی تنظیم یا صلح کی گفتگو کے متعلق عام خبریں اور حالات باقاعدہ ارسال فرماتے رہیں۔ جو جلد سے جلد شائع کر دیئے جائیں گے۔ ان کے شائع ہونے سے [مسلم]انوں کی توجہ قائم رہے گی۔ اور نئے طریق کار سے کوئی نقصان نہ پہونچیگا ؛ خاکسار ایڈیٹر الفضل ؛

میرپور میں مسلم رضاکاروں کی بھرتی

۲۶ اسوج ۱۹۸۸ء بوقت ۴ بجے شام ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن میرپور کا اجلاس بمسجد گگلو زیر صدارت جناب ڈاکٹر امام الدین صاحب قریشی منعقد ہوا۔ تعداد حاضری کافی سے زیادہ تھی۔ اور جلسہ گاہ میں رضاکاروں کا مکمل انتظام تھا۔ کارروائی اجلاس تلاوتِ قرآن و نعت خوانی سے شروع ہوئی جس میں چند معزز اصحاب نے اتحاد اور قیام امن رہنے کے متعلق موثر تقریریں فرمائیں۔ جناب حاجی وہاب الدین صاحب نے والنیٹرز کور کے اغراض و مقاصد پر پوری طرح روشنی ڈالی۔ اور رضاکاروں سے حلفی وعدے لئے گئے۔ منشی فضل الٰہی صاحب فضل میرپوری نے نوجوانان اسلام کے دل منور کرنے کے لئے حسب ذیل اشعار پڑھکر سُنائے

مرمٹے قوم کی خاطر تو ہے جینا اپنا۔
گولیاں کھانے کو حاضر ہے۔ یہ سینہ اپنا۔
کھینچکر بادِ مخالف سے بچا نکلیگا۔ ہے
بحرِ ظلمت میں جو اٹکا ہے سفینہ اپنا
منزلِ حق مقاصد میں قدم رکھا ہے
موت کہتے ہیں جسے وہ تو ہے زینہ اپنا
اس کو دنیا نے مظالم میں بہا دیا ہے
خونِ کشمیر سمجھ لیجئے پسینہ اپنا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۴۳ قادیان دارالامان مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۳۱ء جلد ۱۹

گاندھی جی کا کورا چک

دہوکہ دہی اور فریب کاری کی ٹٹّی

گاندھی جی جن طریقوں سے مسلمانوں کے حقوق کو نظر انداز کرنے اور لفظی ہیر پھیر میں رکھ کر انہیں مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک ان کا کورا چک بھی ہے جسے وُہ اس دعوے کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ کہ مسلمان جو مطالبات چاہیں۔ اس میں لکھ دیں۔ میں بخوشی منظور کر لونگا

ہندوستان کے بعد لنڈن میں کورا چک

اگرچہ ہندوستان میں اس کورے چک کی حقیقت ان نامعقول اور ناقابل عمل شرائط سے اچھی طرح واضح ہو چکی تھی۔ جن کا گاندھی جی نے بعد میں اضافہ کیا۔ اور جن سے ثابت ہوگیا۔ کہ گاندھی جی کی غرض مسلمانوں کے حقوق تسلیم کرنا نہیں بلکہ ان میں پھوٹ ڈال کر اور ایک حصّہ کو جسے انہوں نے نیشلسٹ کا خطاب دے رکھا ہے۔ جمہور مسلمانوں کے مقابلہ میں کھڑا کرکے فساد پیدا کرنا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی سکھوں کو مسلمانوں کے ساتھ الجھا کر رام راج کے لئے رستہ صاف کرتا ہے۔ لیکن لنڈن پہونچکر پھر انہوں نے کورے چک کے ذریعہ اپنی صلح پسندی کا اعلان کیا۔ اور کہدیا۔

"میں ہمیشہ سے علانیہ کہتا ہُوں۔ کہ مسلمانوں کے مطالبات دل سے ماننے کے لئے تیار ہوں۔ میں ایک خالی کاغذ پر دستخط کرکے مسلمانوں کو دے دُونگا۔ کہ وُہ جو بات حق خیال کرتے ہیں لکھ دیں۔ پھر میں اس کے لئے لڑونگا"!

حالانکہ نہ یہ اعلان کرتے ہوئے اور نہ اس سے کبھی پہلے گاندھی جی کو مُسلمانوں کے مطالبات ماننے کا خیال آیا۔ یہ محض ایک دھوکہ اور فریب تھا۔ جو نئے سرے سے اور نئی سرزمین میں پیش کیا گیا۔ مگر شکر ہے بہت جلدی اس پر سے پردہ اٹھ گیا۔ اور اصل حقیقت واضح ہوگئی۔

سمجھوتہ کے متعلق بے بنیاد خبریں

کورے کاغذ کی پیشکش پر بہت سے لوگ اس دھوکہ میں پڑ گئے۔ کہ گاندھی جی نے مسلمانوں کے تمام مطالبات تسلیم کرکے ان سے سمجھوتہ کر لیا ہے۔ چنانچہ اس مطلب کی پے بہ پے تاریں ولایت سے آنی شروع ہوگئیں۔ اور بڑے وثوق کے ساتھ بتایا گیا۔ کہ گاندھی جی نے بڑی فراخدلی سے وُہ سب باتیں منظور کر لی ہیں جن کے متعلق ہندو مسلمانوں میں اختلاف تھا۔ اور اس کے مقابلہ میں مسلمان نمائندوں نے یہ اقرار کیا ہے۔ کہ گورنمنٹ کے ساتھ کانگرس جب نمک جنگ کی طرح ڈالے گی جس کا بہت کچھ امکان ہے۔ تو مسلمان متفقہ طور پر کانگرس کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو کر لڑیں گے اور ہر قدم پر ہندوؤں کی امداد کریں گے۔

گاندھی جی کا ٹال مٹول

لیکن جلد ہی یہ سب باتیں بے بنیاد ثابت ہوگئیں۔ گاندھی جی کا کورے کاغذ پر دستخط کرکے مسلمانوں کو اس لئے دینا۔ کہ وُہ جو بات حق خیال کرتے ہیں۔ لکھدیں۔ رہا ایک طرف انہوں نے تصفیہ کے متعلق اس وقت تک گفتگو کرنے سے ہی انکار کر دیا۔ جب تک ان کے معتمد ڈاکٹر انصاری کو مسلمان گورنمنٹ سے گول میز کانفرنس کا نمائندہ بنوا کر ولایت نہ منگائیں۔ چنانچہ جب سمجھوتہ کے متعلق گاندھی جی کی آمادگی کو نمائشی ثابت کرنے کے لئے مسلمان نمائندے ان سے ملے۔ اور گفتگو کی۔ تو گاندھی جی نے اس قسم کے بے تکے جواب دیئے۔ جن سے مسلمان نمائندوں نے بالفاظ پرتاپ (۲ اکتوبر) یہ سمجھا۔ کہ "مہاتما جی ٹالمٹول سے کام لے رہے ہیں" اس پر مسٹر جناح نے اس ڈرامہ کو ختم کرنے کے لئے گاندھی جی کے ہاتھ میں ایک پرزہ کاغذ دیا جس پر لکھا تھا۔ "کیا آپ کا فیصلہ یہ ہے۔ کہ آپ ڈاکٹر انصاری کی غیر حاضری میں مسلمانوں سے کوئی سمجھوتہ نہ کریں گے"!

اس کا جواب گاندھی جی نے یہ لکھدیا۔ "ہاں"!

ڈاکٹر انصاری کے بُلانے کا مطالبہ

سمجھ میں نہیں آتا۔ جب گاندھی جی بارہا ہندو مسلم سمجھوتہ کی ضرورت اور اہمیت کا اعلان کر چکے ہیں۔ اور اہل ہند کے مطالبات منظور ہونے کے لئے اسے ضروری بتا چکے ہیں۔ اور یہ ان کے خیال میں بغیر ڈاکٹر انصاری کے ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ تو کیوں گول میز کانفرنس میں اپنی شمولیت کے لئے جہاں انہوں نے سر توڑ کوشش کی تھی۔ اور کئی بار وائسرائے اور دوسرے اعلےٰ افسروں کی کوٹھیوں کے چکر کاٹے تھے۔ وہاں ڈاکٹر انصاری کے لئے بھی منظوری نہ حاصل کر لی۔ اور کیوں نہ ان کو اپنے ساتھ لے کر ہندوستان سے روانہ ہُوئے۔ روانگی کے وقت تو انہیں سوائے اپنے لئے بکری کے دُودھ کی بوتلوں اور چند لنگوٹیوں کے اور کچھ یاد نہ تھا۔ اور ان کی کوشش یہ تھی۔ کہ اڑ کر لنڈن پہونچ جائیں۔ لیکن اب جبکہ ہندو مسلم سمجھوتہ کا سوال پیش ہُوا۔ اور وُہ بھی ان کے جھوٹے اور بناوٹی کورے چک کی پیشکش سے۔ تو انہیں انصاری صاحب یاد آئے۔ اور ان کے بلانے کی ذمہ واری انہوں نے مسلمانوں پر ڈالدی۔

مگر یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ اگر ڈاکٹر انصاری صاحب لنڈن پہونچ جائیں۔ اور گاندھی جی کے مشورہ میں شریک ہو جائیں۔ تو پھر انہیں مسلمانوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنے اور ان کے مطالبات تسلیم کر لینے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ وُہ اور بیسیوں پہلو ایسے نکال لیں گے۔ کہ ڈاکٹر انصاری صاحب کی آمد بھی بالکل بے کار ہو کر رہ جائے۔ حتےٰ کہ اگر انصاری صاحب جنہیں ہندو مسلم سمجھوتہ کے سلسلہ میں اس وقت اتنی اہمیت دی جا رہی ہے کہ گاندھی جی اٹھتے بیٹھتے۔ ہائے انصاری۔ ہائے انصاری کی رٹ لگا رہے ہیں۔ وُہ بھی کوئی ذرا خلاف منشاء بات کریں گے۔ تو انہیں پرے بٹھا دیا جائے گا۔

ناقابلِ عمل شرائط

غرض گاندھی جی ہندو مسلم سمجھوتہ کے متعلق لنڈن میں بھی اپنے سابقہ ہتھکنڈوں سے ہی کام لے رہے ہیں۔ اور ان کے طریق عمل سے صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ ان کی غرض مسلمانوں سے سمجھوتہ کرنا نہیں۔ بلکہ دُنیا کو دھوکہ دینا اور مسلمانوں کو آپس میں اور دوسری اقلیتوں کے ساتھ لڑانا ہے۔ وُہ خُوب سمجھتے ہیں۔ کہ سمجھوتہ کے متعلق جو شرائط مسلمانوں پر عائد کر رہے ہیں۔ وُہ قطعاً ناقابل عمل ہیں۔ انہیں یہ بھی اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ ان شرائط کی موجودگی میں قطعاً ناممکن ہے۔ کہ کسی قسم کا سمجھوتہ ہو سکے۔ لیکن باوجود اس کے وُہ کورا چک پیش کرنے کا دعوےٰ کر رہے ہیں۔ جو صریح دھوکہ دہی اور فریب کاری نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ جس بات کے وقوع پذیر ہونے کی کوئی صورت ہی نہیں۔ جو ایسی شرائط کے ساتھ مشروط ہے جن کا پورا ہونا محال ہے۔ اس پر اس قدر زور

دینا۔ اور ساری دُنیا میں اس کا ڈھنڈورا پیٹنا مہاتمائیت ہی کی شان کے شایان ہو سکتا ہے۔ اور جو لوگ یہ سب کچھ سمجھتے ہوئے اور علے الاعلان اس کا اعتراف کرتے ہوئے گاندھی جی کو "نئی تہذیب کا پیغمبر" "کلجگ کے زمانہ میں سچائی۔ اہنسا اور تپ کا اوتار"۔ "موجودہ دُنیا کے اندر اگر کوئی انسان ہے۔ تو مہاتما گاندھی ہے"۔ "لاثانی ہستی" وغیرہ وغیرہ قرار دے رہے ہیں ان کی ذہنیت کا سمجھنا ناممکن ہے۔

عجیب بات

کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ وُہ شخص جس کی تعریف و توصیف میں ہندو زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں جس کی شان میں تمام تعریفی کلمات استعمال کر رہے ہیں۔ اس کی ایک بڑے اہم بین الاقوامی معاملہ میں یہ حالت ہے۔ کہ وُہ ظاہر کچھ کرتا ہے اور پوشیدہ کچھ رکھتا ہے۔ وُہ دُنیا کو تو یہ بتانا چاہتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنے۔ اور ان کے تمام مطالبات ماننے کے لئے کُلی طور پر تیار ہے۔ لیکن در اصل ایسی چال چل رہا ہے کہ سمجھوتہ کبھی ہو ہی نہ سکے۔ اور جب تک اس کی پیش کردہ شرائط موجود ہیں۔ اس وقت تک ناممکن ہے۔ کہ سمجھوتہ ہو سکے۔

کورے چک کے متعلق ہندوؤں کا خیال

یہ ہم ہی نہیں کہتے۔ ان کے ثناخواں بھی کہہ رہے ہیں چنانچہ ان کے کورے چک پر "پرتاپ" ۴ر اکتوبر نے جو روشنی ڈالی ہے۔ اس میں گاندھی جی کی اصل شکل صفائی کے ساتھ نظر آرہی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"مہاتما گاندھی نے مسلمانوں کو بلینک (کورا) چک پیش کیا ہے۔ وُہ اسے جس طرح چاہیں۔ بھر لیں۔ مسٹر جیکر اور مسٹر شاستری نے ان کے اس فعل کے خلاف پروٹسٹ کیا ہے۔ لیکن یہ گھبراہٹ کیوں۔ مہاتما گاندھی کا چک کورا ہے۔ اس سے مسلمانوں کا بھی کچھ نہ بنے گا۔ جن شرطوں سے وُہ مقید ہے وُہ اس کو کیش نہ ہونے دیں گی۔ ان کی پہلی شرط یہ ہے۔ کہ تمام مسلمان متفق ہوں۔ اس شرط سے وُہ اس وقت تک نہیں ہٹے وُہ اس بات پر زور دے رہے ہیں۔ کہ ڈاکٹر انصاری کو بلاؤ۔ پھر فیصلہ ہوگا۔ جب مہاتما گاندھی ڈاکٹر انصاری پر اس قدر اعتبار کر رہے ہیں۔ اور انہیں آسمان پر چڑھا رہے ہیں۔ تو وُہ نہایت ہی چھوٹے انسان ثابت ہونگے۔ اگر وُہ اپنے ہم مذہبوں کے ساتھ مل کر مہاتما گاندھی کے ساتھ بے وفائی کریں۔ مہاتما جی ذمہ دار انسان ہیں۔ اور ڈاکٹر جی بھی۔ انہوں نے بمبئی میں بیٹھ کر ایک فارمولا منظور کر لیا تھا۔ جس کی جان مشترکہ انتخاب ہے۔ یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ مہاتما گاندھی اسے آسانی سے چھوڑ دیں۔ مہاتما دوسری شرط یہ لگاتے ہیں۔ کہ پنجاب میں سکھوں کی تسلی کی جائے۔ جداگانہ انتخاب کی صورت میں کوئی انسانی دماغ ایسی صورت سوچ ہی نہیں سکتا۔ جس سے سکھ۔ ہندو اور مسلمان سب خوش ہو جائیں۔ مسلمانوں کا پہلے مطالبہ یہ تھا۔ کہ انہیں ۵۶ فیصدی نشستیں دی جائیں۔ اب ۵۸ فیصدی کا مطالبہ ہوگا۔ سکھ ۳۰ فیصدی سے کم پر رضامند نہ ہونگے۔ دوسری اقلیتوں کو بھی ایک دو فیصدی ملیں گی۔ اس طرح پنجاب کے ہندوؤں کے لئے دس فیصدی نشستیں رہ جائیں گی۔ کیا کوئی سلیم العقل شخص یہ تقسیم قبول کر سکتا ہے"؟

نہ نو من تیل نہ رادھا ناچے

الفاظ بالکل صاف اور واضح ہیں۔ جن سے ظاہر ہے کہ کورے چک کے ساتھ گاندھی جی جو شرطیں لگا رہے ہیں۔ انہیں ہندو بھی قطعاً ناقابلِ عمل یقین کرتے ہیں۔ اور اسی بنا پر انہیں پورا بھروسہ ہے۔ کہ نہ بلینک چک پُر کرنے کی نوبت آئیگی اور نہ گاندھی جی سے مسلمانوں کو کچھ حاصل ہوگا۔ اول تو یہی ممکن نہیں۔ کہ وُہ چند مسلمان جنہیں گاندھی جی نے اپنی راہ پر لگا رکھا ہے۔ عام مسلمانوں کے ساتھ سیاسی مطالبات میں کلیۃً متحد ہو جائیں۔ اور جب تک اس قسم کا کوئی ایک فرد بھی گاندھی جی کے قبضہ میں رہے گا۔ اس وقت تک وُہ یہی کہتے رہیں گے۔ کہ میں اس نیشنلسٹ مسلمان کو ناراض کر کے مسلمانوں کے مطالبات نہیں مان سکتا۔ جس نے کانگرس کا اس وقت تک ساتھ دیا ہے۔ اور یہ قطعاً ناممکن ہے۔ کہ سارے ہندوستان میں سے کوئی ایک آدھ بھی ایسا نیشنلسٹ گاندھی جی کو میسر نہ آئے۔ لیکن اگر سب کے سب مسلمان متحد ہو جائیں تو خواہ ڈاکٹر انصاری ہوں یا کوئی اور۔ گاندھی جی کسی کی پرواہ نہیں کریں گے۔

پھر سکھوں کو راضی کرنے والی شرط باقی ہوگی۔ اور ان کا راضی کرنا جس حد تک ممکن ہے۔ وُہ "پرتاپ" کے ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ کوئی انسانی دماغ ایسی صورت سوچ ہی نہیں سکتا جس سے سکھ۔ ہندو اور مسلمان سب خوش ہو جائیں"۔

پس گاندھی جی کا کورا چک محض دھوکہ کی ٹٹی ہے جس کی آڑ میں بیٹھ کر وُہ شخص شکار کھیل رہا ہے جسے "مہاتما" "روحانیت کا پتلا"۔ "صداقت کا اوتار"۔ اور کیا کچھ کہا جاتا ہے۔ وُہ خوب سمجھتا ہے اور جان بوجھ کر اس نے ایسی شرائط رکھی ہیں۔ جو کبھی پُوری نہ ہوں تاکہ نہ نو من تیل ہو۔ اور نہ رادھا ناچے۔

سری نگر میں سرِ عام تازیانہ

معلُوم نہیں۔ حکومت کشمیر کے پے در پے اس قسم کے اعلانات کا کیا مطلب ہے۔ کہ سری نگر میں مسلمانوں کو تازیانے نہیں لگائے گئے۔ اور مسلمان اخبارات میں اس کے متعلق جو خبریں شایع کی گئی ہیں۔ وُہ قطعاً غلط اور بے بنیاد ہیں۔ حالانکہ مسلمان اخبارات کے علاوہ ہندو اخبارات بھی اپنے نامہ نگاروں کی طرف سے یہ شایع کر چکے ہیں۔ کہ کئی مقامات پر ٹکٹکیوں سے باندھ کر مسلمانوں کو بے تحاشا بید مارے گئے۔ اور ان کی کھالیں ادھیڑ دی گئی ہیں۔ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ کے نامہ نگار نے اپنی عینی شہادت کی بنا پر گورنمنٹ کشمیر کے اس اعلان کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے۔

سری نگر میں فوری سماعت مقدمات کے بعد عدالت کے خاص احکام کے ماتحت عوام کو نمائش گراؤنڈ میں تازیانے لگائے گئے۔

ایک طرف یہ حالات ہیں۔ اور دوسری طرف قابل وثوق ذرائع سے یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ بید زنی کی وحشیانہ سزا کی تاب نہ لاکر اس وقت تک کئی مسلمان جان بحق ہو چکے ہیں۔ اور بکثرت نہایت تکلیف میں پڑے بڑوں کی جان کو رو رہے ہیں۔ یہاں تک بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ عورتوں کو بھی بید مارے گئے ہیں۔ ان وحشیانہ اور خلافِ انسانیت مظالم پر حکومت کشمیر چند لفظی اعلان کے ذریعہ پردہ نہیں ڈال سکتی۔ یہ اس کے ماتھے پر ہمیشہ کے لئے ایسا کلنک کا ٹیکہ لگ چکا ہے۔ جو کبھی دُور نہیں ہو سکتا۔ اور جسے مسلمان کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔

معاملاتِ کشمیر میں گورنمنٹ ہند سے مداخلت کی درخواست

مسلمانانِ کشمیر پر جو ناقابلِ برداشت مظالم ریاست کی طرف سے کئے جا رہے ہیں۔ ان کے انسداد کی ایک صورت یہ بھی ہے۔ کہ گورنمنٹ ہند سے مطالبہ کیا جائے۔ کہ وُہ مداخلت کرے اور مظلوم و بے کس مسلمانوں پر جبر و تشدد کرنے والوں کے ہاتھ روک دے۔ کیونکہ حکومت ہند نہ صرف تمام اہلِ ہند کی جن میں ریاستوں کے باشندے بھی شامل ہیں۔ جان و مال۔ عزت و آبرو کی قانونی طور پر ذمہ دار ہے۔ بلکہ اہلِ کشمیر کو ایک حقیر سی رقم کے بدلے ڈوگروں کی غلامی میں دے دینے کا موجب بھی وہی ہے۔ لیکن مسلمانانِ کشمیر کے بدخواہ اور دشمن اور ریاست کے نادان حامی اس مطالبہ کے خلاف یہ بے ہودہ پراپیگنڈا کر رہے ہیں۔ کہ گورنمنٹ ہند سے مداخلت کا مطالبہ کرنے کی غرض یہ ہے کہ کشمیر پر انگریز قبضہ کر لیں۔ اور کشمیر کی حکومت ایک دیسی مہاراجہ کے ہاتھ سے نکل کر انگریزوں کے قبضہ میں چلی جائے۔

اگر ریاست کشمیر کی موجودہ شورش اور جبر و ستم کے انسداد کے لئے گورنمنٹ ہند سے مسلمانوں کا مداخلت کرنے کا مطالبہ یہی مطلب رکھتا ہے۔ جو بعض بد باطن لوگوں کی طرف سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے خلاف عوام کو مشتعل کرنے کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ تو سری نگر کی اس خبر کے متعلق وُہ کیا کہیں گے۔ جو ہندو اخبارات میں شایع ہوئی ہے۔ اور جس میں لکھا ہے:۔

"خیال کیا جاتا ہے۔ کہ شاید مہاراجہ صاحب وائسرائے سے مداخلت کی درخواست کریں"۔ (پرتاپ ۴ر اکتوبر)

کیا اب مہاراجہ صاحب کی مداخلت کے لئے درخواست کا یہی مطلب قرار دیا جائیگا..... کہ ریاست کشمیر کی حالت اس حد تک بگڑ چکی ہے کہ گورنمنٹ ہند کی مداخلت کے بغیر اب ان کی اصلاح ناممکن ہے۔

ایمان کی بڑی علامتیں شجاعت اور محبت لوجہ اللہ ہیں

از حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب

فرمودہ ۲ اکتوبر ۱۹۳۱ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

دنیا میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں۔ جو بظاہر نظر نہیں آتیں اور جنہیں ہماری جسمانی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ لیکن باوجود اس کے ہمیں ان کے وجود میں کوئی شک نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ اپنی علامتوں سے یقینی طور پر پہچانی جاسکتی ہیں۔ مثلاً

ایمان

ہے۔ یہ بھی ایک ایسی ہی چیز ہے۔ جو گو ہم کسی کو پکڑ کر جسم صورت میں نہیں دکھا سکتے۔ لیکن اس کی بعض علامتیں ہیں۔ جو نہایت ہی واضح اور یقینی ہیں۔ اور جن سے واضح طور پر پتہ چل سکتا ہے۔ کہ فلاں دل میں ایمان موجود ہے یا نہیں۔ ایمان کی بہت سی علامتیں ہیں مگر اس وقت میں اُن میں سے صرف ایک دو کا ذکر کرنا چاہتا ہوں

ایک بڑی علامت

جو ایمان کی ہے۔ اور جو ایمان لانے کے ساتھ ہی ہر انسان کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جس سے پہچانا جاتا ہے۔ کہ اس شخص میں ایمان پیدا ہو گیا ہے۔ وہ

شجاعت اور دلیری

ہے۔ ایمان کا سب سے بڑا وصف یہ ہے۔ کہ وہ ایک بزدل کو بھی بہادر اور دلیر بنا دیتا ہے۔ ایمان سے پہلے بالکل ممکن ہے۔ ایک شخص بُزدل ہو۔ کمزور ہمت اور پست خیالات رکھتا ہو۔ مگر جونہی اس کے اندر ایمان داخل ہوتا ہے۔ اس کی ساری بُزدلی دور ہو جاتی ہے۔ اس کی ساری کمزوری جاتی رہتی ہے۔ اور وہ شیر سے بھی زیادہ بہادر اور دلیر ہو جاتا اور موت سے بالکل بے خوف اور نڈر بن جاتا ہے۔ یہ عظیم الشان تبدیلی ایمان ہی انسان کے دل میں پیدا کر دیتا ہے اسکی مثال

قرآن مجید سے

ملتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات میں لکھا ہے کہ فرعون نے مصر کے ساحروں کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کرایا۔ اس نے ملک کے تمام ساحروں کو ایک میدان میں جمع کیا۔ اور انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں تیار کیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تائید میں ایک غیر معمولی نشان دکھایا۔ ساحر فوراً سمجھ گئے۔ کہ یہ نشان کسی

سحر کا نتیجہ

نہیں۔ بلکہ ایک بالا طاقت کا کرشمہ ہے۔ وہ نشان دیکھتے ہی اس خدا پر ایمان لے آئے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تھا۔ ایمان لانے سے پہلے جب وہ ساحر فرعون کے پاس آتے ہیں تو باوجودیکہ فرعون نے انہیں خود بلایا۔ اور انہیں بھی یہ یقین تھا کہ اگر اس معاملہ میں کامیابی حاصل ہوئی۔ تو فرعون انہیں بہت بڑی عزت اور درجہ دیگا۔ مگر وہ اس قدر پست خیالات رکھتے تھے۔ کہ فرعون کو کہتے ہیں۔ ءانّ لنا لاجراً ان کنا نحن الغالبین۔ آپ نے ہمیں بلایا تو ہے لیکن اگر ہم جیت گئے۔ تو کیا آپ ہمیں کچھ دینگے بھی؟ فرعون نے کہا نعم وانکم لمن المقربین۔ ہاں تمہیں انعام ملیگا۔ اور انعام ہی کیا۔ تم میرے مقربین میں ہو جاؤ گے۔ یہ مطالبہ جو انہوں نے فرعون سے کیا صریح طور پر ان کی پست ہمتی کا ثبوت ہے۔ کیونکہ اگر وہ اس مقابلہ میں جیت جاتے۔ تو یہی کامیابی انکے لئے بہت بڑی عزت ہوتی۔ اور پھر جبکہ بادشاہ نے انہیں خود بلایا تھا۔ تو لازمی تھا۔ کہ وہ ان کو انعام و اکرام دیتا اور انہیں اپنے مقربین میں داخل کر لیتا۔ مگر انہوں نے ان تمام باتوں کو نظر انداز کر کے کہا۔ ہم آئے تو ہیں۔ مگر پہلے یہ بتا دیں۔ کہ اگر ہم جیت گئے۔ تو ہمیں آپ کچھ دینگے یا نہیں۔ تو انعام کا پہلے ہی مطالبہ کرنا ان کی دون ہمتی اور خیالات کی پستی کا ثبوت تھا۔ مگر جونہی ایمان ان ساحروں کے دلوں میں داخل ہوا اور انہیں یقین ہو گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس خدا نے بھیجا ہے۔ جس نے ہم سب کو پیدا کیا۔ تو معاً ان کے سارے کمزور خیالات دور ہو گئے۔ ان کی ساری پست ہمتی مفقود ہو گئی۔ اور وہ یہاں تک

دلیر اور نڈر

ہو گئے۔ کہ جب فرعون نے انہیں دھمکی دی۔ کہ چونکہ تم میرے کہنے اور حصول اجازت کے بغیر ایمان لے آئے ہو اسلئے میں تمہیں کاٹ دوں گا۔ تو وہ کہہ اٹھے۔ کہ ہمیں کچھ پروا [illegible] سکتا ہے۔ کہ ہمیں مار دے۔ سو بیشک۔ اگر تیری یہی مرضی ہے ہم حق نہیں چھوڑ سکتے۔ اور راستی سے ایک منٹ کے لئے بھی کنارہ نہیں کر

عظیم الشان تبدیلی

جو ان میں پیدا ہوئی۔ آخر کس طرح ہوئی۔ اور کس چیز نے ان میں یہ تغیر پیدا کر دیا۔ صرف ایمان نے۔

اس کی مثالیں اس زمانہ میں بھی ملتی ہیں۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں۔

افغانستان میں

حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب تھے۔ وہ ایک عرصہ سے پوشیدہ طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ پر ایمان لا چکے تھے۔ مگر ابتدا میں آپ نے اپنا ایمان ظاہر نہ کیا۔ سوائے اس کے کہ اپنے بعض شاگردوں کو قادیان بھیجتے۔ چنانچہ ان کے کئی شاگرد قادیان آئے اور انہوں نے ہم سے بھی کہا۔ کہ ہمیں ہمارے ایک بزرگ استاد نے بھیجا ہے۔ اور انہوں نے کہا ہے کہ قادیان میں مسیح و مہدی پیدا ہوا ہے۔ اس کے پاس جاؤ۔ غرض ان کے بہت سے شاگرد قادیان آئے۔ مگر انہوں نے اپنے ایمان کو مخفی رکھا۔ آخر کار کئی سالوں کے بعد وہ خود قادیان آئے۔ اور چند ماہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہے۔ اس کے بعد ان میں ایسی زبردست تبدیلی پیدا ہوئی۔ کہ انہوں نے کہا میں اب مخفی نہیں ہونگا۔ بلکہ چاہتا ہوں۔ کہ اپنے ایمان کو دنیا پر ظاہر کروں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ مجھے خوب معلوم ہے۔ مجھے اپنا ایمان ظاہر کرنے میں جان کا خطرہ ہے۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ میں قتل کیا جاؤں گا۔ مگر باوجود اس کے میں یہ بھی جانتا ہوں۔ کہ افغانستان کی سرزمین کو

خون کی ضرورت

ہے۔ اور وہ میرا ہی خون ہو گا۔ جو پہلے اس زمین پر بہایا جائے گا۔ غرض وہ بہادر اور دلیر انسان جب اس یقین پر قائم ہوا۔ تو ایمان کے جوش کے ساتھ یہاں سے گیا۔ اور خود ہی جا کر امیر کابل کو اطلاع دی۔ کہ میں قادیان گیا تھا اور وہاں خدا کا مسیح نازل ہوا ہے۔ میں نے اسے قبول کر لیا ہے۔ انہوں نے خیال کیا۔ بجائے اس کے کہ میری کوئی اور شخص رپورٹ کرے۔ میں خود ہی کیوں نہ اپنی رپورٹ پہنچا دوں۔ پس انہوں نے کابل پہنچتے ہی

امیر کو ایک تبلیغی خط

لکھا۔ مگر چونکہ وہ نہایت ہی معزز اور بارسوخ انسان تھے اور دربار سے تعلق رکھنے والے تھے۔ اس لئے ان کے بعض دوستوں نے ان کی سلامتی کے خیال سے تبلیغی خط کو دبا لیا۔ ان کا خیال تھا۔ کہ میرا تبلیغی خط جونہی پہنچا سوار

گرفتار کرنے کے لئے آجائیں گے۔ مگر جب چند دنوں کی انتظار کے باوجود گرفتار کرنے والے سوار نہ پہنچے۔ تو اہوں نے ایک دوسرا تبلیغی خط امیر کو لکھا۔ جو اسے پہنچ گیا۔ اس پر

صاحبزادہ عبداللطیفؓ صاحب

کو بلایا گیا۔ خود بادشاہ بھی ان کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اس نے کہا۔ کہ آپ دل میں بیشک ایمان رکھیں۔ مگر ظاہراً کہدیں۔ کہ میں ایمان نہیں لایا۔ مَیں آپ کو بالکل بری کردونگا۔ مگر انہوں نے کہا۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ کہ میں اپنی جان بچانے کی خاطر ایک حق بات کو چھوڑ دوں۔ وہ مضبوطی سے اپنی بات پر قائم رہے۔ اور آخر شہید کر دیئے گئے۔ تو جان کی پرواہ نہ کرنا۔ بہ خوشی اور مسرت سے خدا کی راہ میں جان دے دینا۔ ایسی بہادری اور جرأت دکھانا صرف ایمان کی بدولت ہی حاصل ہوتا ہے۔ جس دل میں ایمان نہ ہو۔ وہ ایسے نازک مراحل پر مضبوطی سے قائم نہیں رہ سکتا۔

اسی طرح

مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید

تھے۔ جب ان کو پکڑ گیا۔ تو انہوں نے جیلخانہ سے یہاں ایک خط بھیجا۔ جو آج تک موجود ہے۔ اس میں انہوں نے لکھا۔ کہ اگرچہ میں ایک نہایت ہی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں محبوس ہوں۔ اور روشنی کے داخل ہونے کا بھی اس میں کوئی رستہ نہیں۔ مگر یہ تاریکی مجھے نہایت ہی خوشگوار معلوم ہوتی ہے۔ مجھے باہر کی روشنی سے وہ لذت اور سرور حاصل نہ ہوا۔ جو یہاں آکر اس تاریک اور تنگ کوٹھڑی میں ملا۔ مگر وہ کونسی چیز تھی۔ جس نے اس تاریک کوٹھڑی کو ان کے لئے راحت اور مسرت کا مقام بنا دیا۔ صرف اس ایمان نے جو ان کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پیدا ہو چکا تھا۔ انہوں نے بھی نہایت بہادری کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں اپنی جان دی۔ چنانچہ ہمارے سلسلہ کے ایک دشمن اخبار نے جو کابل سے نکلتا تھا۔ اس وقت گواہی دی تھی۔ کہ نعمت اللہ آخری دم تک اپنی بات پر اڑا رہا۔ اور موت تک اپنے عقائد بیان کرتا رہا۔ اور آخری سانس تک وہ اپنا ہی وعظ کرتا رہا۔ تو یہ کیا چیز تھی۔ جس نے ان سے اپنی جان کا غم بھلا دیا۔ اور جس کی وجہ سے جب پتھر برس رہے تھے۔ تب بھی وہ حق کی آواز بلند کرتا رہا۔ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر

کامل ایمان

ہی تھا۔ تو ایمان کی ایک بڑی علامت یہ ہے۔ کہ وہ بزدل کو بھی بہادر بنا دیتا ہے۔ اور جس شخص کے دل میں ایمان داخل ہو جاتا ہے۔ وہ کسی بڑی سے بڑی مصیبت کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔

ایمان کی اور بھی بہت سی علامتیں ہیں۔ جن میں سے ایک اور وہ ہے۔ جس کا پتہ تاریخ اور واقعات سے چلتا ہے۔ پہلی علامت بھی ایسی ہی تھی۔ جس کا پتہ واقعات اور مشاہدات سے چلا۔ اور یہ علامت بھی ایسی ہی ہے۔ کہ اس کا پتہ بھی مشاہدات سے چلتا ہے۔ اور وہ یہ کہ بعض

خاص شخصیتوں سے محبّت

ہو۔ مثلاً تاریخ اسلام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کو کفر کی حالت میں رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سخت عداوت تھی۔ مگر اسلام لانے کے بعد انہوں نے خود شہادت دی۔ کہ ایک تو وہ وقت تھا۔ کہ روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہ تھا۔ جس سے انہیں اسقدر نفرت ہو۔ جسقدر رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے تھی یا جب ایمان لائے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے انہیں ایسا عشق پیدا ہو گیا۔ کہ اس عشق کی بھی کہیں نظیر نہیں ملتی۔ آخر کس چیز نے ان لوگوں کے دلوں میں ایسی گہری محبت پیدا کر دی۔ اور کس نے انہیں رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا والہ وشیدا بنا دیا۔ اُسی ایمان نے جو رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے انہیں حاصل ہوا۔ اور اس یقین نے جو اسلام قبول کرنے کے بعد ان کے دلوں میں پیدا ہوا۔ تو ایمان کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بعض شخصیتوں سے محبت ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حب الانصار من الایمان۔ انصار کی محبت ایمان کا جزو ہے۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ مدینہ کے جو لوگ ہیں ان سے محبت کرنا ایمان میں شامل ہے۔ بلکہ آپ کے کلام کا یہ مطلب ہے۔ کہ وہ لوگ جو

دین کے ناصر

ہوں۔ اور جو دین سے محبت رکھتے اور اس کی اشاعت میں کوشاں ہوں۔ ضروری ہے۔ کہ ان سے محبت کی جائے۔ مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا یہ قول سنا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ لوگ جو باہر تبلیغ کے لئے جاتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی زندگیاں وقف کی ہوئی ہیں۔ اور جو اپنے وطن چھوڑ کر اپنے عزیز و اقارب سے جدا ہو کر اور اپنے بیوی اور بچوں سے علٰحدہ ہو کر خدمت دین کے لئے باہر جاتے ہیں۔ میں اپنے دل میں ان لوگوں کا احسان محسوس کرتا ہوں۔ اور کہتا ہوں۔ کہ یہ لوگ میرا کام کر رہے ہیں کیا واقعی اگر ہم چاہتے ہیں۔ کہ اسلام ترقی کرے۔ تو ہمارے لئے ضروری ہو جاتا ہے۔ کہ ان لوگوں سے بھی محبت رکھیں جو اسلام کو پھیلا رہے ہیں۔ اور اگر ہم واقعی چاہتے ہیں کہ دنیا کے کونہ کونہ میں اسلام کا ڈنکا بج جائے۔ اور تمام قومیں اور افراد داخلِ اسلام ہو جائیں۔ تو اس خواہش کا ضروری نتیجہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ وہ لوگ جو

دین کی اشاعت

کے لئے اپنے اموال خرچ کرتے ہیں۔ اپنے اوقات وقف رکھتے ہیں۔ اپنی جانیں قربان کرتے ہیں۔ اور اپنے عزیز و اقارب اور رشتہ داروں سے جدا ہوتے ہیں۔ ہم ان سے محبت کریں۔ اگر ہم ان لوگوں سے محبّت نہیں کرینگے۔ تو بالفاظ دیگر ہمیں اسلام سے بھی محبت نہیں ہوگی۔

بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو کہا کرتے ہیں۔ اس قسم کی محبت پرستش ہے۔ وہ اس دینی اور لوجہ اللہ محبت کو پرستش کا نام دیتے ہیں۔ حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو یہ محبت پرستش نہیں۔ بلکہ اگر ایک طرف ذاتی طور پر انسان کے لئے برکات کا موجب بنتی ہے۔ تو دوسری طرف

سلسلہ کی ترقی

کا بھی موجب ٹھہرتی ہے۔ ذاتی طور پر اس طرح برکتوں کا موجب ہوتی ہے کہ وہ لوگ جو خدا کے پیارے ہوتے ہیں۔ جو ان سے محبت کرتے ہیں خدا ان سے محبت کرتا ہے۔ یہ بات انسانی فطرت میں داخل ہے۔ کہ جو کسی کے عزیز سے محبت کرتا ہے۔ اس سے وہ خود بھی محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ ہمارا دنیا میں روزانہ مشاہدہ ہے۔ کہ وہ لوگ جو ہمارے عزیزوں سے محبت کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ ہم بھی ان سے محبت کا سلوک کرتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح جو لوگ خدا کے مقبول ہوں۔ اگر ہم ان سے محبت کرینگے۔ تو خدا بھی ہم سے محبت کرے گا۔ اور اگر دشمنی کرینگے۔ تو خدا ہمارا دشمن ہو گا۔ تو خدا کے پیاروں اور مقبولوں سے محبت کرنے کا

ایک ذاتی فائدہ

یہ ہوتا ہے۔ کہ ان کی محبت خدا کی محبت حاصل کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ یہ محبت انکی دعاؤں کے حاصل کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ دو قسم کے لوگوں کے لئے نشان دکھایا کرتا ہے۔ ایک وہ جو انبیاء کی مخالفت میں حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ اور وہ خدا کے غضب کو بھڑکاتے ہیں۔ تب خدا ان کے لئے

قہری نشانات

دکھاتا ہے۔ یعنی بعض نشان قہری رنگ کے ہوتے ہیں۔ جو دشمنوں کی وجہ سے دکھائے جاتے ہیں۔ مگر آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ بعض نشانات اللہ تعالیٰ اپنے ایسے دوستوں کے لئے دکھایا کرتا ہے جو اس کے جاں نثار اور پیارے ہوتے ہیں۔ اور جن کے رگ و ریشہ میں اس کی محبت موجزن ہوتی ہے۔ اور ان کے دل

عشق الٰہی سے بھرپور

ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے محبت رکھنے والے جب کسی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تو خدا کے پاک بندوں کے دل میں تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر ان کی تائید اور نصرت فرماتا ہے۔ غرض آپ فرماتے دو قسم کے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نشانات دکھاتا ہے ایک وہ جو حد سے زیادہ عداوت میں بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور ایک وہ جو حد سے زیادہ محبت میں بڑھے ہوئے ہوتے ہیں ایسے لوگوں سے جب محبت کی جاتی ہے۔ تو تکالیف اور مصائب کے موقعہ پر ان کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ غیر معمولی تائید کرتا۔ اور خاص طور پر نشانات آسمانی سے موید فرماتا ہے۔ تو یہ محبت پرستش نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا فضل حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے۔ اگر ہم ایسے لوگوں سے محبت کریں گے۔ تو خدا ہم سے محبت کرے گا۔ اور مشکلات کے وقت ان کے دل میں ہمارے لئے رقت پیدا ہوگی۔ اور وہ دعا کریں گے۔ جس سے ہماری مشکلات کا حل ہوگا۔ یہ رقت درد اور جوش محض تعلق ہی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر ہمارا ان سے تعلق ہوگا۔ ہمیں ان سے دلی محبت ہوگی تو ہمارا یہ تعلق انہیں مجبور کرے گا۔ کہ وہ دل سے دعا کریں۔ تب خارق عادت طور پر خدا تعالیٰ ہماری مدد کرے گا۔

پس یہ محبت پرستش نہیں۔ بلکہ اس میں انسان کا ذاتی فائدہ ہے۔ پھر میں کہتا ہوں۔ ایسے لوگوں سے محبت صرف اپنے ذاتی فوائد کے لئے ہی ضروری نہیں۔ بلکہ

سلسلہ کی ترقی اور جماعت کی بہبودی

کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ ہمیں ان لوگوں سے محبت ہو۔ جن کے ماتحت ہم نے کام کرنا ہے۔ دنیا میں دو طریق پر کام کئے جاتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو کسی کام کو فرض اور ڈیوٹی سمجھ کر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ یہ کام ہم نے کرنا ہے۔ اگر نہ کیا تو سزا ملے گی۔ بے شک ایسا شخص بھی ایک خدمت بجا لاتا ہے۔ مگر ایک دوسرا شخص ہوتا ہے۔ جو اس لئے کوئی کام نہیں کرتا۔ کہ یہ اس کا فرض ہے۔ یا اگر اس نے وہ کام نہ کیا۔ تو اسے سزا ملیگی بلکہ وہ دلی محبت اور جوش سے کام کرتا ہے۔ کام کرتے وقت اسے فرض کا خیال نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی محبت اسے مجبور کرتی ہے۔ کہ وہ کام کرے۔ اور یقیناً وہ قوم زیادہ جلدی کامیابی حاصل کر لیتی ہے۔ جس کے افراد فرض سمجھ کر نہیں۔ بلکہ

محبت کے جوش سے

کام کرتے ہیں۔

محبت کے جوش جس عجیب طور پر نتیجہ دکھایا کرتے ہیں اس کی

ایک چھوٹی سی مثال

دیکھ لو۔ وہ شخص جو فرض کے طور پر ایک کام کرتا ہے۔ جنگ کے موقعہ پر اگر وہ سستی کرے۔ تو وہ بہانے بنا سکتا ہے۔ اور کہہ سکتا ہے۔ کہ میرے پاس یہ یہ عذر ہے۔ لڑنے کا موقعہ نہ تھا۔ یا ہتھیار میرے پاس نہ تھے۔ مگر جو شخص محبت کے جوش میں کام کرے۔ وہ اس قسم کے بہانے نہیں بناتا۔ بلکہ اپنے جوش کے ماتحت کام کرتا ہے۔ جنگ بدر میں

کس نے ابوجہل کو قتل کیا؟

کیا وہ کوئی بڑا پہلوان تھا۔ کیا وہ کوئی بڑا جنگ آزمودہ جرنیل تھا۔ یا کیا وہ کوئی نامور سپہ سالار تھا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ تاریخ بتلاتی ہے کہ وہ دو نوعمر لڑکے تھے۔ جن کے دلوں میں محبت جوش مار رہی تھی اور جنہوں نے سنا تھا۔ کہ ابوجہل ہمارے پیارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیا کرتا۔ اور دکھ پہنچاتا ہے۔ یہ محبت تھی۔ جو ان کے دلوں میں جوش زن تھی۔ وہ دشمنوں کی فوجوں کو چیرتے ہوئے عین اس مقام پر پہنچے۔ جہاں ابوجہل کھڑا تھا۔ اور اسے تلوار سے مار کر گرا دیا۔ یہ بہادری کا نمونہ جو ان دو نوعمر لڑکوں نے دکھایا صرف اس محبت کا نتیجہ تھا۔ جو انہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے تھی۔ اگر وہ محض اپنا فرض بجا لانے کے لئے لڑنے آتے۔ تو اول تو وہ جنگ کے لئے آتے ہی نہ۔ اور کہتے۔ کہ ہم پر جنگ فرض نہیں۔ ہماری عمر چھوٹی ہے۔ اور اگر وہ آ بھی جاتے۔ تو اس خطرناک موقعہ پر نہایت دلیری سے نہ لڑتے۔ مگر وہ تیرہ تیرہ اور چودہ چودہ سال کے بچے جو گھروں سے چھپ چھپ کر نکلے تھے۔ تا انہیں کوئی اور شخص نہ دیکھ لے۔ اور انہیں جنگ میں شامل ہونے سے روک نہ دے اور جو چاہتے تھے۔ کہ ہم صرف میدان جنگ میں ہی ظاہر ہوں۔ محض اس محبت کی وجہ سے جو انہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھی۔ دشمنوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے گئے۔ اور قلب لشکر میں پہنچ کر انہوں نے ابوجہل کو گرا دیا تو وہ محبت جو ان دو نوعمر لڑکوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے تھی۔ اسی نے وہ نتیجہ دکھایا۔ جو دوسری حالت میں نہیں دکھایا جا سکتا تھا۔ ایسی محبت کے

اور بھی کئی نظائر

ملتے ہیں۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں ہمیں نظر آتے ہیں۔ جنگ بدر کے موقعہ پر کفار کی طرف سے ایک شخص کو بھیجا جاتا ہے۔ کہ وہ جا کر اسلامی لشکر کا جائزہ لے۔ وہ واپس آتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ میں نے اونٹوں پر انسانوں کو سوار نہیں دیکھا۔ بلکہ مجھے یوں معلوم ہوا۔ کہ اونٹوں پر موتیں سوار ہیں۔ اور وہ لوگ میدان جنگ میں فتح حاصل کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ مرنے کے لئے آئے ہیں۔

اسی طرح صلح حدیبیہ کے وقت

قریش کا ایک سردار

سفیر بن کر مسلمانوں کے پاس جاتا ہے۔ اور واپسی پر آ کر کہتا ہے۔ کہ میں نے کسریٰ کے دربار کو دیکھا۔ میں نے قیصر کے دربار کو دیکھا۔ میں ایران و روم سے ہو آیا۔ میں نے بہت سے ملک بہت سی فوجیں اور بہت سے لوگوں کو دیکھا۔ مگر جو نمونہ میں نے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دربار میں دیکھا۔ بخدا وہ نہ میں نے کسریٰ کے دربار میں دیکھا۔ نہ قیصر کے دربار میں اور نہ ہی کسی اور ملک میں۔

وہ کیا چیز تھی؟

جس کا اثر اس قریش کے سردار پر ہوا۔ صرف محبت اور عشق تھا وہ پیار تھا۔ جو انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھا۔ اسی محبت کی وجہ سے دشمن بھی سمجھتے تھے۔ کہ مسلمان جو لڑنے کیلئے آئے ہوئے ہوں۔ یہ محض سپاہی ہی نہیں۔ بلکہ جان قربان کرنے والے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گہری محبت اور عقیدت رکھنے والے وجود ہیں۔ غرض وہ جاں نثاری جو صحابہ میں تھی محض رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی وجہ سے تھی۔ پس یہ محبت پرستش نہیں۔ بلکہ

کامیابی کا گر

ہے۔ اور وہ قوم ضرور کامیاب ہو کر رہتی ہے۔ جو اپنے سرداروں سے اور ان لوگوں سے جو خدا کے پیارے ہوں۔ محبت کرتی۔ اور خدا کے لئے جانیں قربان کرنے کے لئے نکل کھڑی ہوتی ہے۔ پس مت سمجھو کہ اس قسم کی محبت پرستش ہے۔ جھوٹے ہیں وہ جو کہتے ہیں۔ کہ ایسی محبت پرستش ہے۔ بیوقوف ہیں وہ جو کہتے ہیں۔ کہ ایسی محبت پرستش ہے۔ دراصل جب معترض یہ دیکھتے ہیں کہ ایسے لوگ پرستش کرتے ہیں تو اپنے دل میں جلتے ہیں اور در پردہ یہ آرزو رکھتے ہیں۔ کہ کاش ہمارے اندر بھی ایسی ہی محبت کرنے والے لوگ پیدا ہوں۔ مگر وہ اس خواہش کو چھپانے کے لئے کہہ دیتے ہیں یہ لوگ پرستش کرتے ہیں۔ حالانکہ خوش قسمت ہے وہ انسان اور مبارک ہے وہ شخص جو اس قسم کی محبت رکھتا ہے۔ اور مبارک ہے وہ قوم جس کے افراد

اپنے سردار سے

ایسی محبت رکھتے ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا ہی ایمان بخشے!

آمین!

مذاہب نمبر

زرتشت نبی علیہ السلام اور آپ کی تعلیمات

حضرت زرتشت خدا تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء میں سے ہیں۔ اور موجودہ زمانہ کا پارسی مذہب انہی کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ آپ کی زندگی کے حالات تفصیلاً کسی جگہ نہیں ملتے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو۔ کہ آپ اس زمانہ میں پیدا ہوئے۔ جبکہ تاریخ نویسی کا فن موجود نہ تھا۔ اور یا پھر یہ وجہ ہو۔ کہ آپ کی قوم اپنی تاریخ کو محفوظ رکھنے سے غافل رہی ہو بہر حال مختلف ذرائع سے آپ کے جو حالات میسر آسکے ہیں وہ ہدیۂ قارئین کرام کئے جاتے ہیں۔

جائے پیدائش اور زمانہ پیدائش

آپ کی پیدائش کے زمانہ کے متعلق بہت سا اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن جو بات قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔ وہ یہی ہے کہ آپ کا زمانہ ۶۶۰ - ۵۸۳ قبل مسیح ہے گویا اس حساب سے آپ کی عمر ۷۷ برس کی ہوئی اسی طرح آپ کی جائے پیدائش کے متعلق بھی اختلافات ہیں۔ لیکن محققین کی اکثریت نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ آپ آذربائیجان یعنی میڈیا کے مغرب میں پیدا ہوئے۔ یا بالفاظ صحیح تر یوں کہا جا سکتا ہے۔ کہ آپ کی پیدائش جھیل یورومیاہ کے قریب ہوئی۔

پیدائش کے حالات

حضرت زرتشت شاہی خاندان سے تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام پوروشسپ اور والدہ ماجدہ کا نام دُغدُو لکھا ہے۔ اکثر روایات میں ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ ابھی صغیر السن ہی تھیں۔ کہ آسمان سے ایک نور اترا اور ان کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کیفیت سے ان کی حالت ایسی ہو گئی۔ کہ آپ کو پاگل سمجھا جانے لگا۔ اور آپ کے والد یعنی حضرت زرتشت کے نانا اپنی بیٹی کو اس خیال سے کہ بوجہ خرابیٔ دماغ میری رسوائی یا کسی اور قسم کے نقصان کا موجب نہ ہو۔ گھر سے نکال دیا۔ آپ پھرتی پھراتی اس علاقہ میں پہنچ گئیں۔ جہاں حضرت زرتشت کے آباؤ اجداد حکمران تھے۔ اور اس وقت کے حکمران نے جو بعد میں حضرت زرتشت کے دادا تھے اپنے بیٹے کی شادی ان سے کر دی۔

بچپن کے حالات

آپ کے زمانۂ بچپن کے حالات بھی بہت حد تک پردہ اخفاء میں ہیں۔ صرف اسی قدر پتہ چلتا ہے کہ سات برس کی عمر میں آپ کو ایک زبردست عالم اور بزرگ شخص کی تربیت میں دیدیا گیا۔ جس کا نام بزرن کورس بتایا جاتا ہے بارہ تیرہ سال کی عمر میں آپ نے اس زمانہ کے علماء وغیرہ سے جو قدیم سنت کے مطابق صحیح راہ کو چھوڑ کر نفس پرستی کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ زبردست مناظرے شروع کر دئے۔ اور اس علم کی بناء پر جو بوجہ قرب الٰہی آپ کو عطا کیا گیا تھا۔ انہیں نیچا دکھانے لگے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ یہ گروہ جو ہمیشہ خدا تعالیٰ کے برگزیدوں کی مخالفت کرتا چلا آیا ہے۔ آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گیا

جوانی میں یاد الٰہی

آپ کے متعلق لکھا ہے کہ بیس برس کی عمر میں آپ تمام دنیوی علائق سے منہ موڑ کر ایک غار میں جا رہے۔ اور دس سال تک اس میں عبادت کرتے رہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس دس سال کے عرصہ میں آپ نے کسی سے کلام تک نہیں کیا۔ جس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں۔ کہ دنیا اور اس کی دلچسپیوں سے آپ نے کوئی سروکار نہ رکھا تھا ہیں۔ کہ اس عرصہ میں آپ صرف پنیر پر ہی گذر اوقات کرتے رہے۔

آغاز وحی

جب آپ کی عمر تیس برس کی ہوئی۔ تو ایک دن آپ اپنے ملک کے ایک دریا ڈیٹی نام کو عبور کر کے اس کے کنارہ پر کھڑے تھے۔ کہ کشفی حالت طاری ہو گئی۔ اور آپ نے ایک نورانی اور چمکتی ہوئی خوبصورت شکل دیکھی۔ جو بلحاظ قد و قامت اور جسامت انسان سے نو دس گنا بڑی تھی۔ یہ دراصل فرشتہ تھا۔ جس نے آپ سے کہا اٹھ۔ اور لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف بلا۔

حضرت زرتشت دربار الٰہی میں

روایات میں ہے کہ یہ فرشتہ اسی کشفی حالت میں حضرت زرتشت کو آسمان کی طرف لے اڑا۔ جوں جوں آپ اوپر جاتے تھے۔ آسمان کے دروازے کھلتے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ خدا تعالیٰ کے حضور پہنچ گئے۔ انوار الٰہی کی روشنی اس قدر تیز تھی۔ کہ وہاں آپ کو اپنا سایہ تک نظر نہ آتا تھا۔ آپ نے خالق اکبر کے سامنے اپنی بندگی اور عبودیت کا اظہار کیا۔ اور خدا تعالیٰ کی بڑائی بیان کی۔ دربار خداوندی سے آپ کو ضروری احکام دئے گئے۔ اور باطنی علوم عطا ہوئے۔ آپ کو اپنے مذہب کی آئندہ حالت سے اطلاع دی گئی۔ اور بتایا گیا۔ کہ آپ اور آپ کی جماعت کو کن کن مصائب و مشکلات سے دوچار ہونا پڑیگا۔ پھر کس طرح ترقیات عطا ہوں گی۔ غرضیکہ اول سے آخر تک آپ کے مذہب کی حالت اور اس کی صحیح تصویر آپ کے سامنے پیش کی گئی۔ لکھا ہے یہ حالت کشفی ایک دن میں تین بار آپ پر وارد ہوئی۔ اور اگر غور کیا جائے۔ تو یہ بعینہٖ وہی حالت ہے۔ جو ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کے موقعہ پر پیش آئی

پارسی لوگ اس معراج کو خدا تعالیٰ سے پہلی ملاقات یا پہلی کانفرنس کہتے ہیں۔ اور اس سال کو جب آپ پر نزول وحی ہوا۔ "مذہب کا سال" کہتے ہیں۔ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ آپ کی چھ کانفرنسیں اور بھی ہوئیں۔ مگر وہ خدا تعالیٰ سے نہیں۔ بلکہ فرشتوں کے ساتھ تھیں۔ اور بعد ازاں سلسلہ وحی مسدود ہو گیا۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں۔ کیونکہ سنت الٰہی یہی ہے کہ جب وہ کسی اپنے برگزیدہ بندے کو مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کرتا ہے۔ اور ماموریت کے مقام پر کھڑا کرتا ہے۔ تو پھر اس فضل کے دروازے اس پر بند نہیں کرتا اور یہ ناممکن ہے۔ کہ خدا کا فرستادہ موجود ہو۔ اور اس پر نزول وحی نہ ہو۔

شیطان کی طرف سے آزمائش

لکھا ہے۔ ان چھ کانفرنسوں کے بعد شیطان نے آپ کو پکارا اور کہا۔ تیرے والدین میرے تابع فرمان تھے۔ تو میری مخالفت کر کے خواہ مخواہ اپنی تباہی کے سامان نہ پیدا کر۔ اگر تو میری پیروی کریگا۔ تو تجھے حکومت و سلطنت اور دنیوی عیش و آرام مہیا ہوں گے۔ لیکن آپ نے اسے سخت الفاظ میں جواب دیا۔ اور کہا اگر ساری دنیا کی بادشاہت کا بھی تو وعدہ کرے۔ تو میں اس پر تھوکنا بھی پسند نہیں کروں گا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی عبادت کروں گا۔ اور اس کی راہ میں خواہ کس قدر مصائب اور مشکلات مجھے پیش آئیں۔ ان کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں کروں گا۔

حضرت زرتشت کی شادی

لکھا ہے کہ بلوغت کے بعد جب آپ کی شادی کا انتظام ہونے لگا۔ تو آپ نے اپنے والدین سے صاف کہ دیا۔ کہ میں لڑکی کو دیکھے بغیر شادی نہیں کروں گا۔ آپ کی شادی تین دفعہ ہوئی۔ پہلی بیوی سے ایک لڑکا جس کا نام است دستر تھا اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں دوسری بیوی سے دو لڑکے ہوری ستر اور اردتنتر پیدا ہوئے۔ اور تیسری سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

رائل انڈین ملٹری کالج ڈیرہ دون میں داخلہ

پرنس آف ویلز رائل انڈین ملٹری کالج ڈیرہ دون میں چند خالی اسامیوں کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔

اس کالج میں ان ہندوستانی اور اینگلو انڈین نوجوانوں کو جو بعد ازاں انگلستان کے کیڈٹ کالجوں میں ہندوستانی فوج میں کمیشن حاصل کرنے کی غرض سے داخل ہونے کے خواہش مند ہوں۔ انگریزی طریقوں پر پبلک سکول کے معیار کی تعلیم دی جائے گی۔ یہ کالج ان کے لئے ہے۔ جو فوجی ملازمت کو عمر بھر کے لئے اپنا پیشہ بنانا چاہتے ہوں اور امیدواروں کے والدین یا سرپرستوں سے اسی مضمون کا تحریری اقرار نامہ لیا جائیگا لیکن کالج میں تعلیمی نصاب اس قسم کا ہوگا کہ اگر لڑکا صیغہ فوج اور ایر فورس کے داخلہ کے امتحان میں فیل ہو جائے۔ تو وہ کسی یونیورسٹی میں داخل ہو سکے گا۔ اور یہ خیال کیا جائیگا۔ کہ اس نے کسی معمولی سکول میں تعلیم حاصل کی ہے اس سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ خود کالج کا ایک خاص سکول لیونگ سارٹیفکیٹ ہے۔ یہ آر۔ آئی۔ ایم سی کا ڈپلومہ ہے جو یونیورسٹیوں میں داخل ہونے کے لئے اسی طریق پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ وہ ڈپلومہ جو چیف کالجوں کے آخری امتحان پاس کرنے پر کامیاب طلباء کو دیا جاتا ہے :۔

ان اسامیوں کے لئے امیدواروں کی عمر ۲۲ فروری ۱۹۳۲ء کو ۱۱ اور ۱۲ سال کے درمیان ہونی چاہئے۔ امیدواروں کو کسی مستند ڈاکٹر (میڈیکل پریکٹیشنر) سے اس مضمون کا سارٹیفکیٹ حاصل کرنا ہوگا۔ کہ وہ ہر ایک اعتبار سے جسمانی طور پر داخلہ کے لائق ہیں۔

جن طلباء کو داخل کیا جائیگا ان کی ہر تعلیمی سال کی فیس پندرہ سو روپیہ ہوگی۔ یہ فیس رعایتی شرح پر ہے۔ اگر آئندہ حالات کا تقاضا ہوا تو اس میں ایزادی کی جا سکتی ہے۔ تاہم کوئی ایسی ایزادی جو آئندہ عمل میں لائی جائیگی صرف نئے داخلہ پر عائد ہوگی۔ اس فیس میں پڑھائی۔ طعام۔ سکول کے ملازموں کی تنخواہ۔ کپڑوں کی دھلائی۔ مرمت اشیاء اور معمولی قسم کی بھی خدمات کا خرچ شامل ہے۔ نیز اس میں ایک فوجی وردی کے ایک سوٹ کا ابتدائی خرچ شامل ہے۔ جو طلباء کے لئے کالج میں پہننا ضروری ہے جو امیدوار معقد خدمات کرنے والے ہندوستانی افسروں کے لڑکے ہیں۔ اور جن کی لوکل گورنمنٹ کی طرف سے سفارش کی گئی ہو اور ہز ایکسیلینسی جناب کمانڈر انچیف کی طرف سے نامزد کئے گئے ہوں۔ ان کی فیس ہر خاص صورت میں ہز ایکسیلینسی ممدوح مقرر کریں گے ایک سالم ٹرم (میعاد) کی فیس وصول کی جائے گی۔ تا وقتیکہ والدین یا سرپرست کالج کے حکام کو امیدوار کا نام واپس لینے کے متعلق سالم ٹرم کا نوٹس نہ دیں گے۔

ایک سٹینڈنگ ایڈوائزری بورڈ ان طلباء سے ملاقات کریگا۔ اور ان کے حالات اور تعلیم وغیرہ کا معائنہ کریگا۔ تاکہ ان کے فوج ایر فورس یا رائل انڈین میرین میں ملازمت کے قابل ثابت ہونے کے متعلق رائے دی جائے۔ کسی ایسے امیدوار کی صورت میں جو مندرجہ بالا کسی ملازمت کے ناقابل ثابت ہوگا۔ کالج کا پرنسپل ایڈوائزری بورڈ کے فیصلہ سے اور ان وجوہات سے جس سے اس نتیجہ پر پہنچ گیا ہو۔ طلباء کے والدین یا سرپرست کو اطلاع دیگا عام طور پر ایسا طالب علم اس ٹرم کے آخیر پر کالج چھوڑ دے گا۔ لیکن یہ امر والدین یا سرپرستوں کی مرضی پر ہوگا کہ وہ طالب علم کو اس عرصہ تک کالج میں رکھیں۔ کہ اسے آر۔ آئی۔ ایم سی کا ڈپلومہ۔ حاصل کرنے کا ایک اور موقع مل جائے۔ اس امر کے متعلق کہ طالبعلم کس وقت ڈپلومہ حاصل کرے۔ کالج کے پرنسپل کا فیصلہ ناطق ہوگا۔ ڈپلومہ کے امتحان میں شامل ہونے کے بعد بھی طالب علم کے والدین اسے کالج میں رکھ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ اٹھارہ سو روپیہ سالانہ دینا منظور کریں۔ یہ رقم اس وقت سے واجب الادا ہوگی جب سے لڑکا امتحان کے بعد کالج میں دوبارہ داخل ہو فیسوں کا یہ اضافہ شدہ معیار جملہ صورتوں پر عائد ہوگا۔ خواہ طالبعلم کسی ہندوستانی افسر کا لڑکا ہو یا نہ۔

ضروری ہے کہ جملہ درخواستیں اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر کی وساطت سے جس میں امیدوار عام طور پر اقامت رکھتا ہو۔ پیش کی جائیں۔ ڈپٹی کمشنر ضلع سے درخواست کا صحیح فارم اور داخلہ کے متعلق مزید معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ :

موجودہ اسامیوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ ڈپٹی کمشنروں اور کمشنروں کی معرفت تمام درخواستیں صاحب پرائیویٹ سکریٹری ہز ایکسیلینسی جناب گورنر بہادر کے دفتر میں ۱۰ نومبر ۱۹۳۱ء تک پہنچ جائیں۔ اس تاریخ کے بعد کسی درخواست پر غور نہیں کیا جائیگا درخواستوں کے ساتھ مندرجہ ذیل تفصیلات شامل ہونی چاہئیں

(الف) ایک تحریری اقرار نامہ جس پر والدین یا سرپرست کے دستخط ہوں۔ اس مضمون کا کہ میں فوجی ملازمت کو درخواست کنندہ کا مستقل پیشہ بنانے کا ارادہ رکھتا ہوں

(ب) عمر کا ثبوت

(ج) جسمانی قابلیت کے متعلق طبی سارٹیفکیٹ

(د) ایک تحریری اقرار نامہ جس پر والدین یا سرپرست کے دستخط ہوں۔ اس مضمون کا کہ میں مقررہ فیس دینے کے قابل اور متفرق اخراجات برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔

ایک تحریری اقرار نامہ جس پر والد یا سرپرست کے دستخط ہوں اس مضمون کا کہ میرا لڑکا یا وارڈ غیر شادی شدہ ہے اور جب تک وہ کالج میں رہے گا اور جب تک انگلستان میں کسی کیڈٹ کالج میں تعلیمی نصاب مکمل کریگا۔ شادی نہیں کریگا:

تمام درخواست کنندگان سے ہز ایکسیلنسی گورنر بہادر اور ایک مجلس انتخاب بروز سہ شنبہ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۱ء کو گورنمنٹ ہاؤس لاہور میں ملاقات کریں گے (محکمہ اطلاعات پنجاب)

الفضل۔ فوج کا محکمہ ایک نہایت اہم اور ضروری محکمہ ہے۔ اور مسلمان اپنی فطری شجاعت اور بہادری کی وجہ سے اس صیغہ میں نہایت نمایاں خدمات سر انجام دے چکے اور نہایت نازک موقعوں پر موجودہ حکومت کی حفاظت کے لئے جانیں قربان کرتے رہے ہیں۔ لیکن جب سے اعلیٰ عہدوں پر ہندوستانیوں کے تقرر کی صورت پیدا ہوئی ہے۔ مسلمانوں کی نسبت غیر مسلم قبضہ کرتے جا رہے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ اپنی دولتمندی کی وجہ سے حکومت کا مقررہ کورس پاس کر لیتے ہیں مگر مسلمان ادھر متوجہ نہیں ہوتے وہ لوگ جنہیں خدا تعالیٰ نے وسعت دی ہے۔ مندرجہ بالا اعلان سے آگاہ ہو کر اپنے بچوں کو فوجی کالج میں داخل کرانے کی پوری کوشش کریں۔ اور جنہوں نے فوجی خدمات سر انجام دی ہیں۔ وہ ان کے ذریعہ اخراجات میں رعایت حاصل کریں۔ اس بارے میں قطعاً غفلت نہیں ہونی چاہیئے اور فوجی محکمہ کے اعلیٰ عہدوں کے لئے اپنے بچوں کو تیار کرنے میں پوری سرگرمی دکھانی چاہیئے:

الفضل کا خاتم النبیین نمبر نہایت شاندار شائع ہوگا

مندرجہ عنوان اطلاع فرداً فرداً معتمدانِ جماعت احمدیہ کو پہنچا دی گئی ہے اب ہم ان کی توجہ اور جواب کے منتظر ہیں :۔

۱۔ آپ کو کتنے پرچے بھجوائے جائیں

۲۔ وی پی کئے جائیں یا آپ حسب ہدایت فی کاپی منی آرڈر بھجوا رہے ہیں۔ محصول ڈاک یا ریل ہمارے ذمے۔ کوئی کمیشن نہیں دیا جائیگا

وقت بہت کم ہے۔ اس لئے آرڈر جلد سے جلد بھجوا دیں۔ حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ستودہ صفات سے مسلمانوں کو خصوصاً ہم احمدیوں کو جو محبت و عقیدت ہے اسکے ثبوت میں چند پرچے خرید نا انکی اشاعت میں کوشش کرنا اپنے مسلم و غیر مسلم دوستوں کو ہدیۃً دینا بالکل معمولی بات ہے اس سے پہلے سولہ ہزار تک خاتم النبیین نمبر چھپتا رہا ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ اس دفعہ آپ زیادہ سے زیادہ تعداد کیلئے ارشادات پہنچا کر ہمیں ممنون فرمائیں گے

جو ایسے صاحبوں کے جواب کا طالب

مینیجر الفضل قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— ۱۳ اکتوبر کو لندن میں فیڈریشن سب کمیٹی کا اجلاس دوبارہ منعقد ہوا۔ اور فنانس سب کمیٹی کی رپورٹ پر بحث شروع ہوئی۔ فیصلہ کیا گیا۔ کہ ماہرین اقتصادیات کی ایک مجلس مقرر کر کے یہ کام اس کے سپرد کیا جائے ؛

—— ڈاکٹر سر محمد اقبال نے لنڈن ٹائمز میں ایک مکتوب شائع کرایا ہے۔ جس میں لکھا ہے میں نے گذشتہ دسمبر میں نہرو اور سائمن رپورٹوں کے مطابق ہندوستان کے صوبوں کی ایسے طریقہ پر از سر نو تقسیم کی تجویز کی تھی۔ کہ ہر صوبہ میں ایک نہ ایک قوم کو موثر اکثریت حاصل ہو جائے۔ اگر اسے تسلیم کر لیا جائے۔ تو سرحد کی حفاظت کے لئے مسلمان ایک مضبوط باڑ ثابت ہوں گے۔

—— لندن میں ۱۳ اکتوبر کو نیشنل لیبر کلب کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے گاندھی جی نے کہا۔ اگر ہم اپنی آزادی کے حصول میں کروڑوں جانیں ضائع کر دیں۔ تو بھی اس کی کچھ حقیقت نہیں۔ لیکن کانگرس اپنی مہم کو شروع سے آخر تک عدم تشدد پر جاری رکھے گی اور مجھے امید ہے مستقبل کے مؤرخین لکھیں گے۔ کہ ہندوستان نے انسانی خون گرانے کے بغیر اپنی آزادی حاصل کی ہے ؛

—— سری نگر سے ۱۳ اکتوبر کی اطلاع ہے کہ مسلمانوں کے مطالبات پر جموں و کشمیر کے ہندو بہت چراغ پا ہو رہے ہیں۔ جموں میں ایک جلسہ کر کے انہوں نے مسلمانوں کے مطالبات کو لغو اور بے معنی قرار دیا۔ اور ریاست سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ مسلم مطالبات ہندو مطالبات پر غور کرنے کے بغیر منظور نہ کئے جائیں۔ ورنہ سخت مخالفت کی جائے گی ؛

—— معاصر سول میں ایک انگریز نے کشمیر کے فسادات کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کمیشن نے مسلمانوں کے دلی جذبات کا مطالعہ نہیں کیا۔ مسلم پبلک کو صرف مسلم نمائندگان پر ہی اعتماد ہے۔ اور اگر ان کی شہادت نہیں ہوئی۔ تو سمجھنا چاہئیے۔ کہ مسلمانوں کی حقیقی آواز سے کمیٹی آگاہ نہیں ہو سکی ؛

—— ڈھاکہ سے ۱۳ اکتوبر کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ پوسٹ آفس کا خزانچی ایک مسلح کنسٹیبل کے ہمراہ امپیریل بنک سے ۴۳ ہزار روپیہ لا رہا تھا۔ کہ چار نوجوانوں نے جو سائیکلوں پر سوار تھے۔ ریوالور سے فائر شروع کر دئے اور روپیہ چھین کر بھاگ گئے۔ مگر بعد میں دو مع روپیہ کے پکڑے گئے۔ ملزم ہندو ہیں۔ مگر انہوں نے ترکی ٹوپیاں پہن رکھی تھیں ؛

۱۳ اکتوبر کو بورسٹل جیل لاہور میں تیسرے مقدمہ سازش کی سماعت شروع ہوئی چونکہ اس مقدمہ کا ایک مفرور ملزم ہری کشن تلوار گرفتار ہوا ہے اس لئے اس کے انتظار میں مقدمہ کی کارروائی ...

—— حکومت افغانستان نے اعلان کیا ہے۔ کہ شمالی علاقہ میں جہاں بچہ سقہ کا ظہور ہوا تھا۔ ایک کوئلہ کی کان دریافت ہوئی ہے۔ افغانستان میں مجوزہ ریلوے لائن کی تعمیر میں اس سے بہت فائدہ ہوگا ؛

—— ۱۲ اکتوبر کو پولیس نے موگہ کے قریب ایک گاؤں میں ایک اکالی کے مکان پر چھاپہ مارا اور دو نامکمل بم اور کچھ کارتوس برآمد کئے ؛

—— دہلی کی ایک خبر ہے۔ کہ ایک ہندو نوجوان مسلمان ہو گیا۔ جسے کسی مخیر مسلمان نے اپنا متبنّی بنا لیا۔ لیکن یہ کمبخت اس کی بہت سی نقدی اور زیورات چرا کے لے کر بھاگ گیا۔ بعد میں گرفتار ہوا۔ اور عدالت سے چار ماہ قید سخت کی سزا پائی ؛

—— ۱۲ اکتوبر کو لائل پور میونسپلٹی میں ایک مسلمان نے تحریک کی۔ کہ بھگت سنگھ اور اس کے ساتھیوں کو پھانسی دئے جانے پر جو احتجاجی میٹنگ ہوئی تھی۔ اس کی کارروائی ریکارڈ سے اڑا دی جائے۔ بعض ہندو ممبروں کی مخالفت کے باوجود ریزولیوشن پاس ہو گیا۔ بعض ہندو ممبر واک آؤٹ کر گئے ؛

—— ڈسکہ کی طرف جتھہ کو لے جاتے ہوئے سردار کھڑک سنگھ صاحب نے ۱۱ اکتوبر کو ڈیرہ بابا نانک میں ایک تقریر کی۔ اور اعلان کیا۔ کہ ہندوؤں نے سکھوں کو ان کے مذہبی حقوق سے محروم کرنے کے لئے گورنمنٹ سے سازش کر رکھی ہے۔ آپ نے کہا۔ ہندوؤں کا جذبہ حب الوطنی بہت ارزانی پر ہے۔ جب بھی گورنمنٹ کی طرف سے گرفت کا موقع آتا ہے تو ان کے لیڈر روپوش ہو جاتے ہیں۔ یا بھاگ کر امریکہ جرمنی۔ جاپان وغیرہ ممالک میں چلے جاتے ہیں ؛

—— بمبئی کارپوریشن نے مالی کمی کو پورا کرنے کے لئے شہر میں داخل ہونے والوں کے لئے ایک ٹیکس لگانے کی تجویز حکومت کی منظوری کے لئے پیش کی ہے

—— شملہ سے ۱۳ اکتوبر کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ملک معظم نے مسٹر طارق امیر علی بیرسٹر کو مسٹر سہروردی کے ریٹائر ہونے پر ان کی جگہ کلکتہ ہائی کورٹ کا جج مقرر کیا ہے ؛

—— کہا جاتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی اشک شوئی کے لئے فسادات سری نگر کی تحقیقاتی کمیٹی نے سفارش کی ہے۔ کہ ریاست کی ملازمت کے لئے جہاں ایک انٹرنس پاس کام کر سکے۔ وہاں اسے کسی ہندو گریجوایٹ پر ترجیح دی جائے۔ اس پر جموں و سری نگر کے ہندوؤں نے بہت واویلا کیا ہے۔ اور پروٹسٹ کے طور پر رام لیلا کی تقاریب کو بند کر دینے کا فیصلہ کیا ہے ؛

—— ملاپ ۱۵ اکتوبر لکھتا ہے کہ جھنگ مگھیانہ کے ایک ہندو نوجوان نے اس وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے۔ کہ اس کا اپنی ساس سے جھگڑا رہتا تھا ؛

—— یہ امر اب طے شدہ سمجھنا چاہئیے۔ کہ ہندوستان کا سینڈ ہرسٹ ڈیرہ دون میں قائم کیا جائیگا ؛

—— حکومت اٹلی نے طرابلس کے مشہور قائد سید عمر مختار کو گولی مار کر ہلاک کر ڈالا ہے آپ کی عمر اسی سال کی تھی۔ اور آپ بغاوت کے جرم میں ماخوذ تھے ؛

—— معلوم ہوا ہے کہ جمہوریہ ترکی کے وزیر تعلیم سرکاری مدارس میں شعبۂ دینیات قائم کرنے کی کوشش میں ہیں۔ تا ان میں تعلیم حاصل کرنے والے بچے اپنے مذہب سے ناواقف نہ رہیں ؛

—— سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ اسمبلی کا خاص اجلاس ۴ نومبر کو دہلی میں ہوگا۔ جس میں سپلیمنٹری فائنس بل پر بحث کی جائیگی۔ سوالات کی بھی اجازت دی جائے گی ؛

—— لاڑکانہ سے ۱۲ اکتوبر کی خبر ہے کہ علاقہ قلات (بلوچستان) کی ایک ریاست جھال کی ایک قوم کے چالیس ہزار باشندے نقل مکانی کر کے انگریزی علاقہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ وزیر اعظم ان پر بے جا تشدد کر رہا ہے۔ اور اس نے ان کے قبیلہ کے سردار کو بلا وجہ گرفتار کر رکھا ہے۔ پانسو آدمیوں پر مشتمل ان کا ایک وفد پیدل وائسرائے کے پاس جانے والا ہے ؛

—— گول میز کانفرنس کے سلسلہ میں جو کمیٹی برما کے مسئلہ پر غور کرے گی۔ اس کے صدر لارڈ پیل مقرر ہوئے ہیں ؛

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا